ثوبیہ نسیم
اسکالر پی ایچ۔ڈی (اُردو)، شعبۂ اُردو واقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور
پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد
شعبہ اردو واقبالیات ،اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

کلیاتِ ظہورنظؔر کی تدوین: ماخذ و مسائل

Prof. Dr. Shafiq Ahmed
Department Of Urdu & Iqbalyat
Islamia Unviersity, Bahawalpur
Sobia Naseem
Scholar Phd (Urdu), Department of Urdu & Iqbalyat
Islamia Unviersity, Bahawalpur

Editing of "Kullyat -e- Zahoor Nazar": Sources and Issues

Zahoor Nazar was the poetic genius of Urdu literature. His poetry is the embodiment of social and intellectual insight of that particular epoch. But he could not come to the literary-critical lime light due to his confinement in a backward area. We have compiled his poetic works. This research paper is a sort of preface to have a keen understanding of his work.

ظہورنظؔر بہاول پور میں اُردو کے نام ور شاعر تھے۔ظہورنظؔر ترقی پسند تحریک سے وابستہ ان شعراء و ادباء میں سے تھے جن کے نزدیک ادب اور سیاسی نعرے میں امتیاز ضروری تھا۔ظہورنظؔر ۲۲ اگست ۱۹۲۳ء کو پولیس لائنز منٹگمری (ساہی وال) میں پیدا ہوئے۔[1] ملک حبیب اللہ کو اللہ تعالیٰ نے نو بیٹیوں کے بعد اولادِ نرینہ سے نوازا تھا۔ اس لیے یہ بچہ گھر والوں کی آنکھوں کا تارا بن گیا اور اہلِ خانہ اسے پیار سے ''لبھا''[۲] کے نام سے پکارتے تھے۔ اصل نام ظہور احمد[۳] رکھا گیا لیکن ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے اپنی کتاب ''انتخابِ زریں اُردو نظم'' میں اصل نام ''ظہیر احمد''[۴] لکھا ہے۔ شاعری کے میدان میں ظہورنظؔر کے نام سے شہرت حاصل کی گویا ظہور احمد نے نظؔر تخلص کیا۔

ظہورنظؔر نے تعلیم کا آغاز ڈسٹرکٹ جیل منٹگمری (ساہی وال) کے سکول سے کیا لیکن جب سات برس کی عمر میں ظہورنظؔر کے والد کا انتقال ہوا تو والدہ نے رشتے داروں کے مشورے اور بہتر تعلیم وتربیت کے لیے ظہورنظؔر کو بڑی بہن کے پاس قادیان بھجوا دیا لیکن اعلیٰ تعلیم کی منزل سے قبل ہی محبت کے ایک ناکام تجربے نے انہیں قادیان کو خیر باد کہنے پر مجبور کر دیا۔اس کے بعد لدھیانہ میں سکول فار الیکٹریشنز کے قیام کے دوران ساحر لدھیانوی ، حافظ لدھیانوی اور احمد ریاض مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں سے دوستی اور قربت نے انہیں شاعری کی طرف متوجہ کیا۔بعدازاں ظہورنظؔر لدھیانہ سے دِلّی روانہ ہوگئے اور ایک فرنیچر کی دکان پر پالش

کا کام کرنے لگے۔ دِلّی میں بھی زیادہ عرصہ نہ رہے اور دوبارہ لدھیانہ آ گئے۔ واپسی پر اقبال ہوٹل سے وابستہ ہوگئے۔ یہاں شعرو ادب سے منسلک لوگوں کی محفلیں جمتیں اور ظہور نظؔر بھی ان میں حصہ لیتے۔[۵]

ظہور نظؔر کی ایک بہن کی شادی بہاول پور میں ہوئی تھی۔ اس رشتے سے ظہور نظؔر بھی ۱۹۴۵ء میں لدھیانہ سے بہاول پور آ گئے۔ کچھ عرصہ بطور الیکٹریشن کام کیا بعدازاں ان کا تقرر محکمہ انہار میں بطور ڈرافٹس مین ہوگیا۔ اس زمانے میں بہاول پور سے ہفت روزہ ''ستلج'' شائع ہوتا تھا۔ وہ بطور مدیر اس سے وابستہ ہوگئے۔[۶]

ظہور نظؔر کو خاندانی حالات کی وجہ سے ۱۹۴۸ء میں کراچی جانا پڑا۔ انہوں نے کراچی میں ترقی پسند تحریک میں شمولیت اختیار کرلی اور انجمن ترقی پسند مصنّفین کراچی کے پہلے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ظہور نظؔر کی شادی ۱۹۵۰ء میں کراچی ہی میں خورشید بیگم سے ہوئی۔ ترقی پسند مصنّفین پر پابندی لگی تو ظہور نظؔر ۱۹۵۲ء میں بہاول پور آ گئے اور اندرونِ شہر محلّہ غوث پورہ میں سکونت اختیار کی اور ساتھ ہی ٹھیکہ داری شروع کردی۔[۷]

ظہور نظؔر نے ۱۹۶۲ء میں ''ڈمپل'' کے نام سے بیکا نیری گیٹ (فرید گیٹ) کے اندر ایک ریستوران کا اجراء کیا لیکن یہ کاروبار بھی دو تین ماہ کے عرصے سے زیادہ نہ چل سکا۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ظہور نظؔر کی والدہ اس دنیا سے رخصت ہوگئیں جن سے وہ بے حد محبت کرتے تھے۔ ماں کے انتقال کے چند ماہ بعد انہیں ۱۹۶۳ء ہی میں دل کا شدید دورہ پڑا۔ اس دکھ، بے بسی، شکست، محرومی اور حزن و ملال کی گہری چھاپ اُن کی شاعری میں موجود ہے۔ ظہور نظؔر کا پہلا مجموعۂ کلام ''ریزہ ریزہ'' اپریل ۱۹۶۶ء میں منظرِ عام پر آیا۔ آخر کار مختلف حالات و واقعات کی زد میں آنے والا وسیع المطالعہ شاعر ۷ ستمبر ۱۹۸۱ء کو وفات پا گیا اور ون یونٹ بہاول پور کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔[۸]

میں نے ابھی عرض کیا کہ ''ریزہ ریزہ'' ظہور نظؔر کا پہلا مجموعۂ شعر تھا جب کہ ظہور نظر کا دعویٰ مختلف ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''۱۹۴۵ء میں میری کتاب ''بھیگی پلکیں'' کے نام سے شائع ہوئی۔''[۹]

ہمارے تمام محققینِ ادب و شعر ظہور نظؔر کے اس دعویٰ کو بلا تحقیق اپنی کتابوں میں نقل کرتے رہے اور شہاب دہلوی سے لے کر ڈاکٹر نواز کاوش تک کسی نے بھی ''بھیگی پلکیں'' دیکھنے اور ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی اور کوشش بھی کیا کرتے کہ یہ کتاب کبھی شائع ہی نہیں ہوئی۔ دراصل ظہور نظؔر اپنی داستان طرازی سے اپنے سامعین کو مطمئن کردیتے تھے۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ تحقیق کی تڑپ نہ ہو تو دعوؤں کو من وعن قبول کرلیا جاتا ہے اور پھر دعویٰ بھی تو بہاول پور کا سب سے بڑا اُردو شاعر کر رہا تھا لیکن ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب اوّل تو چھپی ہی نہیں اور اگر چھپی ہے تو چھپتے ہی اسے زمین و آسمان نگل گئے کیوں کہ ''بھیگی پلکیں'' ریاست بہاول پور کے کسی نجی و سرکاری کتب خانے میں نہیں ملتی اور خود ظہور نظؔر کے گھر میں بھی دستیاب نہیں نیز کسی کیٹلاگ یا شخص کے بیانات میں بھی اس کتاب کا سراغ نہیں ملتا۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالخالق تنویر، ظہور نظؔر کے پرانے نیازمند تھے۔ معمولی ملنے جلنے کے علاوہ ان میں باہمی خط کتابت بھی تھی۔ پھر انہوں نے ظہور نظؔر پر پی ایچ۔ ڈی کی سطح کا شان دار تحقیقی کام بھی کیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس کام کے دوران میں ''بھیگی پلکیں'' کو بہت تلاش کیا۔ یہاں تک کہ اخبارات میں اشتہارات تک دیے کہ اس مجموعۂ کلام کا سراغ مل سکے لیکن سب کچھ لاحاصل۔

اسی طرح ۲۰ مارچ ۱۹۵۷ء کے ہفت وار''عادل'' میں ظہور نظر کے ایک اور مجموعۂ کلام ''پیراہنِ جاں'' کی اشاعت کا اشتہار بھی چھپا۔ اس اخبار میں عبارت یوں تحریر ہے:''پیراہنِ جاں'' مشہور ترقی پسند شاعر ظہور نظر کا پہلا مجموعۂ کلام''۱۰لیکن یہ مجموعہ بھی کبھی سامنے نہ آ سکا۔

ظہور نظر کی سوانح پر''خود نوشت سوانح'' کے عنوان سے ایک مضمون جنوری ۱۹۶۹ء میں ''فنون'' لاہور میں چھپا۔ اس میں اپنے ایک اور مجموعۂ کلام کا تذکرہ ظہور نظر نے یوں کیا:

''تیسرا مجموعہ ''زنجیرِ وفا'' جس کا بیشتر حصہ غزلوں پر مشتمل ہوگا، عنقریب ادارہ، نگارشات، لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔''۱۱

بیاض۔۶ میں موجود غزلیات کو بھی ظہور نظر''برگِ دل'' کے عنوان سے مرتب کر چکے تھے لیکن دوسرے مجموعوں کی طرح ان کا یہ مجموعہ بھی شائع نہ ہوسکا۔ اس سارے قصّے کی کئی ایک وجوہ ہیں۔ اوّل یہ کہ ظہور نظر کی مالی حالت ہمیشہ کم زور رہی جس کے سبب وہ کبھی اپنے کلام کی طرف متوجہ نہیں ہو سکے۔''ریزہ ریزہ'' چھپا بھی تو کبھی مارکیٹ نہ ہوسکا۔ اُن کے نام نہاد دوستوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو دل سوزی سے ظہور نظر کا کلام چھپوا سکتا۔ تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ دوستوں میں سبھی دوست نہیں ہوتے۔ حاسد بھی تو دوست ہی ہوتے ہیں اور جب کاروبارِ حیات بھی انھی حاسد دوستوں کے ہاتھ میں ہو تو کسی دوسرے اور بڑے شاعر کا مجموعہ کیوں چھپے؟ بہر حال ظہور نظر کا پورا کلام کبھی منظر عام پر نہیں آیا۔ ظہور نظر کی زندگی میں اُن کا واحد مجموعۂ کلام ''ریزہ ریزہ''۱۹۶۶ء میں شائع ہوا یا ظہور نظر کی وفات کے بعد۔ بعض لوگوں نے اُن کے کلام کو مرتب کرنے کی کوشش کی لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ کلام کو کسی خاص ترتیب سے شائع نہیں کیا گیا اور نہ ہی ظہور نظر کے سارے کلام کو فراہم کر کے شائع کرنے کی کوشش کی گئی حالانکہ یہ کلام مختلف ادبی رسائل وجرائد، اخبارات اور خود ظہور نظر کی ذاتی ڈائریوں میں موجود تھا۔ زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ''کلیاتِ ظہور نظر'' کے عنوان سے جو مجموعہ لائبریریوں کی زینت بنا ہے ، وہ''کلیات'' قلم قبیلہ بہاول پور کے منور جمیل قریشی نے روحانی آرٹ پریس ملتان سے چھپوا کر ۱۹۸۷ء میں پانچ سو کی تعداد میں شائع کیا ہے۔ کتابی سائز میں ۵۳۰صفحات پر مشتمل اس مجموعے کا انتساب ظہور نظر کی بڑی بیٹی نوید نظر کے نام ہے۔ کلیات میں''ریزہ ریزہ'' اور''وفا کا سفر'' کو کتابت کی غلطیوں سمیت یک جا کر دیا گیا ہے۔''وفا کا سفر'' میں مرتب نے ہر نظم اور غزل کے اختتام پر سنۂ تخلیق دیا ہے لیکن''ریزہ ریزہ' کے اختتام پر زمانی لحاظ سے نظموں کی ترتیب پر مشتمل جو صفحات شائع کیے گئے تھے وہ نکال دیے گئے ہیں اور اس کی کوئی توجیہہ بھی پیش نہیں کی گئی۔ اس کلیات میں نمایاں اضافہ نوشی گیلانی کی دو صفحوں پر مشتمل ایک تاثراتی تحریر بہ عنوان''بہادر شاعر'' ہے جو شاعر کی ذات اور فن پر کوئی روشنی نہیں ڈالتی۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرتب کیا گیا''کلیاتِ ظہور نظر'' محض''ریزہ ریزہ'' اور''وفا کا سفر'' کی فوٹو کاپی ہے۔

آج تک یہ بات بھی طے نہیں ہوسکی کہ''وفا کا سفر'' کس کی سعیٔ مشکور کا نتیجہ ہے۔ البتہ ڈاکٹر عبدالخالق تنویر کے پاس ایک خط مرقومہ احمد ندیم قاسمی ہے، جس میں انہوں نے''وفا کا سفر'' کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالخالق تنویر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اسی کی بنا پر ڈاکٹر عبدالخالق تنویر کے بیشتر دوست اس کام کو ڈاکٹر صاحب سے منسوب کرتے ہیں۔اس کے باوجود ہم ان حضرات کی کوششوں کو استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ کم ازکم ان کی کوششوں سے بہاول پور کے عظیم شاعر کے کلام کا بڑا حصہ محفوظ ہوگیا ہے اور ہم اسی

کام کو آگے بڑھانا اور کسی ترتیب میں لانا چاہتے ہیں تا کہ ظہور نظر کو اس کے جائز مقام و مرتبے کے مطابق ادبی حیثیت دی جا سکے۔ ''تدوین کلیاتِ ظہور نظر'' کے بنیادی ماخذات سے استفادہ کیا گیا ہے، ان میں ''ریزہ ریزہ''، ''وفا کا سفر''، ظہور نظر کی سات عدد بیاضیں، ادبی رسائل وجرائد اور اخبارات شامل ہیں۔ ان بنیادی ماخذات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

ا۔ ریزہ ریزہ:

''ریزہ ریزہ'' ظہور نظر کی زندگی میں چھپنے والا واحد مجموعۂ کلام ہے جو اپریل ۱۹۶۶ء میں ایک ہزار کی تعداد میں کتاب نما، انارکلی، لاہور سے شائع ہوا۔ مختصر سائز کے ۲۱۴ صفحات پر مشتمل کتاب کا انتساب اور پیش لفظ بھی منظوم صورت میں تحریر کیا گیا ہے۔ مجموعے کا عنوان ''ریزہ ریزہ'' مجموعے میں اسی عنوان سے شامل نظم سے لیا گیا ہے۔ اس مجموعۂ کلام میں کل ۹۵ منظومات شامل ہیں۔ مجموعے کے اختتام پر ''ترتیب'' کے عنوان سے تمام منظومات کے سنۂ تخلیق درج کر دیے گئے ہیں جس کے تحت قاری کو شاعر کے ذہنی ارتقاء اور سماجی حالات و واقعات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

تحقیق کے دوران ''ریزہ ریزہ''، رسائل وجرائد اور بیاضوں میں شامل ایک ہی نظم کے عنوان اور مصرعوں میں اختلاف پایا گیا ہے۔ ''تدوین کلیاتِ ظہور نظر'' میں ان اختلافات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

☆ ''ریزہ ریزہ'' کا انتساب منظوم اور منفرد انداز میں لکھا گیا ہے۔ بیاض۔۱، ص ۸۳ پر نظم کا عنوان ''متاعِ حیات'' کو قلم زد کرنے کے بعد ''انتساب'' لکھا گیا ہے۔ اسی طرح منظوم ''پیش لفظ'' کے بیاض۔۱، ص ۱۲۰ پر دو عنوانات لکھے گئے ہیں۔ ایک ''میں شاعر ہوں'' دوسرا ''پیش لفظ''۔ یہ نظم ''سویرا'' لاہور شمارہ نمبر ۹، ص ۸۰۔۸۴ پر ''میں شاعر ہوں'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے جب کہ ''ریزہ ریزہ'' میں ''پیش لفظ'' کے عنوان سے شامل ہے۔

☆ بیاض۔۱ میں شامل نظم ''ایک لڑکی ایک رات'' کے عنوان کو قلم زد کر کے ''ٹیکسی'' لکھا گیا ہے اور اسی عنوان سے ''ریزہ ریزہ'' میں شامل ہے جب کہ ''فنون'' کے مئی ۱۹۶۵ء کے شمارے میں ''ایک لڑکی، ایک رات'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں اختلافِ نسخ موجود ہے:

☆	بیاض۔۱	۱۴	اتنے صدمے کیوں سہتے ہو؟[۱۲]
	ریزہ ریزہ	۱۴	کیا تم صدمے بھی سہتے ہو؟[۱۳]

''فنون'' میں محولہ بالا مصرع غائب ہے۔

☆	بیاض۔۱+فنون	۲۸	میری جل تھل آنکھیں تم سے کیا کہتی ہیں؟[۱۴]
	ریزہ ریزہ	۲۸	میری پاگل آنکھیں تم سے کیا کہتی ہیں؟[۱۵]
☆	بیاض۔۱	۳۱	نانا، بابا............نہ نہ[۱۶]
	فنون	۳۱	نانا، بابا............![۱۷]
	ریزہ ریزہ	۳۱	نانا، بابا............!![۱۸]

بیاض میں ''بابا'' کو اس طرح قلم زد کیا ہے کہ اصل عبارت نظر آتی ہے۔ لفظ ''نانا'' غالباً ''ناں ناں'' لکھا جانا چاہیے تھا یا پھر

''نہ نہ'' ۔لفظ ''نانا'' سے ایک اور اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ بیاض۔ا+فنون　　۳۵ے　　آخر باتیں کرتے کرتے[۱۹]

　ریزہ ریزہ　　۳۵ے　　باتیں کرتے کرتے آخر[۲۰]

☆ بیاض۔ا میں نظم کا عنوان ''ٹھنڈی آگ'' لکھا ہے اور ساتھ ہی تھوڑے سے فاصلے پر ترچھا کرکے ''سرد آگ'' لکھا ہوا ہے اور نظم اسی عنوان سے ''ریزہ ریزہ'' میں شامل ہے جب کہ ''فنون'' اکتوبر ۱۹۶۵ء میں ''ٹھنڈی آگ'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ اسی نظم کے مصرعوں میں موجود اختلافِ نسخ ملاحظہ فرمائیں:

بند۔۲:

☆ بیاض۔ا　　ا‌ے　　وہ مرے پہلو میں یوں لیٹی تھی جیسے اس کا جسم[۲۱]

　فنون　　ا‌ے　　وہ مرے پہلو میں یوں بیٹھی تھی جیسے اس کا جسم[۲۲]

　ریزہ ریزہ　　ا‌ے　　وہ مرے پہلو میں یوں ساکن تھی جیسے اس کا جسم[۲۳]

بند۔۴:

☆ بیاض ا+ریزہ ریزہ　　۵ے　　اور میں بھی گھبرا کے جب[۲۴]

　فنون　　۵ے　　اور جب گھبرا کے میں[۲۵]

بند۔۴:

☆ بیاض۔ا+فنون　　۶ے　　اس کے عریاں جسم سے لپٹا تو میرا گرم جسم[۲۶]

　ریزہ ریزہ　　۶ے　　اس کے ساکن جسم سے لپٹا تو میرا گرم جسم[۲۷]

☆ ایک نظم ''ریزہ ریزہ'' کے عنوان ہی سے اس مجموعے میں شامل ہے ۔ یہ نظم بیاض۔۷،ص۱۱۲۵۔۱۱۲۶پر دو دفعہ لکھی گئی ہے اور ''نقوش'' لاہور ستمبر ۱۹۶۵ء کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ تینوں جگہ پر نظم کے متن میں اختلافِ نسخ موجود ہے۔ مثال کے طور پر دوسرے بند کے کچھ مصرعے ملاحظہ فرمائیں:

☆ بیاض۔۷　　ے　　پھر بھی جانے کیوں مجھے

اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ، میں

ہنستے بستے شہر کے اِک خوب صورت چوک میں

ایک ایسے مضمحل بت کی طرح ایستادہ ہوں[۲۸]

پہلا مصرع ''نقوش'' اور بیاض میں یکساں ہے جب کہ ''ریزہ ریزہ'' میں یہی مصرع یوں ہے:

ے　　پھر بھی جانے کیوں دِل ویران کو[۲۹]

اسی طرح آخری مصرعے میں نقوش+ریزہ ریزہ میں لفظ ''مضمحل بت'' کی بجائے ''منہدم بت'' لکھا گیا ہے۔

☆ نظم ''ایک رات'' بیاض۔ا،ص۵۹۔۶۱ پر موجود ہے۔ بیاض میں نظم کا عنوان پہلے ''سترھویں کا چاند'' لکھا گیا تھا۔ بعد میں

قلم زد کر کے ''ایک رات'' لکھا گیا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ تبدیلی کب ہوئی؟ کیوں کہ ''نقوش'' لاہور فروری ۱۹۶۱ء، ص۱۰۷۔۱۰۹ پر یہ نظم ''سترھویں کا چاند'' ہی کے عنوان سے شائع ہوئی ہے جب کہ ''ریزہ ریزہ'' ص۱۲۰۔۱۲۴ پر یہ نظم ''ایک رات'' کے عنوان سے موجود ہے۔ اسی نظم میں موجود اختلافِ نسخ بھی ملاحظہ فرمائیں:

☆ بیاض۔ا+نقوش ۲ پھر بھی یہ وہم نہ تھا یوں شبِ مہ گزرے گی[۳۰]

ریزہ ریزہ ۲ پھر بھی یہ وہم نہ تھا یوں شبِ غم گزرے گی[۳۱]

☆ بیاض ۸ دل میں دربار لگا تھا تیرے ارمانوں کا[۳۲]

نقوش ۸ دل میں دربار لگا تھا ترے ارمانوں کا[۳۳]

ریزہ ریزہ ۸ دل میں دربار لگا تھا کئی ارمانوں کا[۳۴]

☆ نظم ''لو میرج'' بیاض۔ا، ص۱۶۹ پر موجود ہے۔ بیاض میں نظم کے عنوان والی جگہ پر لکھی گئی تحریر کو قلم زد کر کے ''لو میرج'' لکھا گیا ہے۔ قلم زد کی گئی تحریر پڑھی نہیں جاسکتی۔ بیاض کے کونے پر نظم کا عنوان ''پریت بیاہ'' لکھا ہوا ہے۔ ''لو میرج'' کے عنوان سے ''فنون'' لاہور، اکتوبر ۱۹۶۴ء، ص۱۹۱ پر شائع ہوئی ہے جب کہ ''ریزہ ریزہ'' میں ''پریت بیاہ'' کے نام سے شامل ہے۔ اس نظم میں موجود اختلافِ نسخ:

بند۔ا:

☆ بیاض۔ا+ریزہ ریزہ ۲ وہ میری رہ روک بولی او انجان![۳۵]

فنون ۲۔۳ وہ میری رہ روک کر
بولی، اے انجان![۳۶]

آخری بند:

☆ بیاض۔ا+ریزہ ریزہ ۲۔۳ جیسے پہلے مینہ سے مہک اُٹھے صحرا
جیسے پھول کی گود میں، راج کرے بھنورا[۳۷]

فنون ۳۔۶ جیسے پہلے مینہ سے
مہکے ہے صحرا
جیسے گل کی گود میں
راج کرے بھنورا[۳۸]

محولہ بالا عنوانات میں تبدیلیاں اور مصرعوں میں پائے جانے والے اختلافات کے بارے میں مستند طور پر کچھ بھی طے نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کب، کیوں اور کیسے ہوئے؟ اسی طرح ''ریزہ ریزہ'' میں شامل بہت سی منظومات کے عنوانات اور مصرعوں میں اختلافِ نسخ موجود ہے۔ کہیں مصرعے کی تبدیلی سے مصرع بہتر ہوگیا ہے لیکن کہیں کہیں اس تبدیلی نے اچھا تاثر نہیں چھوڑا۔

وفا کا سفر:

ظہورنظرؔ کی وفات کے بعد مجموعۂ کلام ''وفا کا سفر'' مطبوعات، لاہور سے اکتوبر ۱۹۸۶ء میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ ۳۱۹ صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں ایک نعت، چار نعتیہ قطعات، تین سلام، چون نظمیں اور اٹھتر غزلیات شامل ہیں۔ ناشرین کے طور پر خالد احمد اور نجیب احمد کے اسمائے گرامی نظر آتے ہیں لیکن کسی مرتب کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ البتہ اُردو کے نام ور ادیب و شاعر احمد ندیم قاسمی کے دستخط کے ساتھ مجلس ترقی ادب، لاہور کے لیٹر پیڈ پر لکھی گئی تحریر کا کچھ حصہ یوں ہے:

''یہ عنایت عبدالخالق تنویر صاحب کی ہے کہ انہوں نے پاکستان و ہند کے قدیم و جدید ادبی رسائل کو کھنگال کر ظہور نظرؔ کی تخلیقات جمع کیں اور یوں ایک وقیع مجموعۂ کلام مرتب کرنے میں میرا ہاتھ بٹایا۔''[۳۹]

سردار علی جاوید اپنے ایم۔فل کے مقالے میں بقول ظہور نظرؔ ان کے زیرِ ترتیب مجموعے ''زنجیرِ وفا'' کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''لیکن یہ مجموعہ اُن (ظہورنظرؔ) کی زندگی میں بوجوہ اشاعت پذیر نہ ہوسکا جس کو بعدازاں پروفیسر خالق تنویر نے احمد ندیم قاسمی کی نگرانی میں ''وفا کا سفر'' کے نام سے مرتب کیا۔''[۴۰]

مجموعۂ کلام کے عنوان کے بارے میں ڈاکٹر عبدالخالق تنویر اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں یوں رقم طراز ہیں:

''مسودے میں شامل ایک نئی نظم ''زنجیرِ وفا'' کا عنوان تبدیل کرکے ''وفا کا سفر'' کردیا گیا اور یہی نام نئے مجموعے کے لیے منتخب کرلیا گیا۔''[۴۱]

بیاض۔۵ میں ''زنجیرِ وفا'' کے عنوان سے شامل نظم ''فنون'' لاہور جولائی ۱۹۶۸ء میں بھی اسی عنوان سے شائع ہوئی ہے جب کہ ''وفا کا سفر'' میں مرتب نے اس نظم کا عنوان تبدیل کرکے ''وفا کا سفر'' رکھ دیا اور اسی عنوان کو مجموعے کا عنوان دیا گیا ہے غالباً کسی بھی مرتب کو اپنے طور پر اور بلاوجہ نظم کے عنوان کی تبدیلی کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح اس مجموعے میں شامل بہت سی منظومات کے سنۂ تخلیق میں اختلاف اور منظومات و غزلیات کے مصرعوں میں اختلافِ نسخ کے ساتھ ساتھ پروف کی غلطیاں بھی ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ نظم ''زنجیرِ وفا'' کا سنۂ تخلیق بیاض۔۵ میں درج نہیں ہے البتہ یہ نظم ''فنون'' لاہور جولائی ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی ہے جب کہ ''وفا کا سفر'' میں سنۂ تحریر ۱۹۶۹ء لکھا ہے۔ اب یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ''وفا کا سفر'' کے مرتب نے یہ سنۂ تحریر کیسے اور کن دلائل کی بنیاد پر طے کیا؟ کیوں کہ اس نظم کا سنۂ تحریر کا تعین اس لیے بھی ممکن نہیں کہ ظہور نظرؔ نے اپنی شاعری کسی ترتیب سے درج نہیں کی۔ مثلاً نظم ''زنجیرِ وفا'' سے پہلے ۱۹۴۹ء کی نظمیں اور غزلیں موجود ہیں جب کہ اس کے بعد ۱۹۷۰ء کی غزلیں تحریر کی گئی ہیں۔

۲۔ نظم ''میری آنکھیں، میرے ہاتھ'' بیاض۔۵، ص۹۳۔۷ پر سنۂ تخلیق ۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء درج ہے جب کہ ''وفا کا سفر'' میں جون ۱۹۷۰ء لکھا ہے۔ معلوم نہیں کہ ''وفا کا سفر'' میں ''اپریل'' کا مہینہ درج کرنے کی بجائے ''جون'' کا مہینہ کیسے متعین کردیا گیا جب کہ بیاض میں محولہ بالا نظم کی تاریخِ تخلیق واضح طور پر ۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء درج ہے۔

۳۔ نظم ''ایک ملاقات سے پہلے'' بیاض۔۵ میں سنۂ تحریر ۹ فروری ۱۹۷۰ء درج ہے جب کہ ''وفا کا سفر'' میں زمانۂ تصنیف دسمبر ۱۹۶۹ء تحریر ہے جو درست نہیں لگتا کیوں کہ بیاض پر نظم اور تاریخ ایک ہی خط میں لکھی گئی ہے۔ یعنی یہ امکان بھی ختم ہو گیا کہ نظم لکھنے کی تاریخ کوئی اور ہے نیز نظم میں کوئی اضافہ بھی نہیں ہوا۔

۴۔ نظم ''پہاڑ لمحہ'' بیاض ۔۲، ص ۳۱۸ پر سنۂ تخلیق مارچ ۱۹۷۶ء درج ہے جب کہ ''وفا کا سفر'' میں اکتوبر ۱۹۷۶ء لکھا گیا ہے اور ''وفا کا سفر'' کے مرتبین نے اس تبدیلی کا کوئی جواز نہیں بتایا۔

۵۔ نظم ''تفتیش'' کا بیاض میں سنۂ تخلیق درج نہیں ہے اور ''وفا کا سفر'' میں جنوری ۱۹۷۲ء کا سنہ درج ہے جب کہ ''فنون'' میں یہ نظم اپریل ، مئی ۱۹۷۲ء کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔

۶۔ نظم ''سحر، شام، شب سب کی سب ایک سی ہیں'' کا بیاض میں سنۂ تخلیق درج نہیں ہے اور ''وفا کا سفر'' میں اس نظم کا سنۂ تخلیق نومبر ۱۹۷۱ء دیا ہے جب کہ یہ نظم ''افکار'' کراچی میں جنوری ۱۹۷۲ء کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔

۷۔ اسی طرح ''مجھے اسی رہ گزر پہ چلنا ہے'' بیاض اور ''افکار'' میں نظم میں آنے والے کئی اسماء معرفہ کو نشان زد کیا گیا ہے جب کہ ''وفا کا سفر'' میں نشان زدگی کا یہ کام نہیں کیا گیا۔

اگر منظومات اور غزلیات کے مصرعوں کا جائزہ لیا جائے تو تقریباً ایک ایک نظم اور ہر غزل کے مصرعوں میں اختلافِ نسخ موجود ہے۔ مصرعوں میں کی گئی تبدیلیوں سے بعض اوقات مصرعے بہتر ہو گئے ہیں اور کبھی کم زور بھی ہو گئے ہیں۔ منظومات اور غزلیات میں کچھ مقامات پر موجود اختلافِ نسخ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ نظم ''سحر، شام، سب کی سب ایک سی ہیں''

اختلافِ نسخ:

☆ بیاض۔۵+افکار ۲؎ وہاں سے کوئی راستہ، کوئی جادہ[۴۲]

وفا کا سفر ۲؎ وہاں کوئی رستہ، کوئی ایک جادہ[۴۳]

☆ بیاض۔۵+افکار ۱۷؎ کہ دن رات اور چاند سورج بھی کالے ہیں[۴۴]

وفا کا سفر ۱۷؎ شفق بھی سیہ، چاند سورج بھی کالے ہیں[۴۵]

☆ بیاض۔۵ ۱۹؎ سیاہی نے جو داغ دل کو دیئے ہیں[۴۶]

افکار+وفا کا سفر ۱۹؎ سیاہی نے جو زخم دل کو دیئے ہیں[۴۷]

۲۔ نظم ''ایک ملاقات سے پہلے''

اختلافِ نسخ:

☆ بیاض۔۵+فنون ۱۶؎ جب گونج کر بھی کوئی صدا بولتی نہیں[۴۸]

وفا کا سفر ؎۱۶ جب گونج کو بھی کوئی صدا بولتی نہیں[۴۹]

(یہ پروف کی غلطی ہے)

☆ بیاض ۔۵ ؎۱۸ جب آسماں کے پاس اشارا کوئی نہیں[۵۰]

فنون+ وفا کا سفر ؎۱۸ جب آسماں کے پاس اشارہ کوئی نہیں[۵۱]

☆ بیاض ۔۵ ؎۱۹ جب میری دسترس میں ستارا کوئی نہیں[۵۲]

فنون+ وفا کا سفر ؎۱۹ جب میری دسترس میں ستارہ کوئی نہیں[۵۳]

☆ نظم ''روح کے جنگل میں''

☆ بیاض ۔۵ ؎۱۵ تری تقدیر پہ کوڑوں کے گھاؤ[۵۴]

فنون+نقش+ وفا کا سفر ؎۱۵ تری تقدیر میں کوڑوں کے گھاؤ[۵۵]

☆ نظم ''پاگل پن''

آخری مصرع:

☆ بیاض ۔۵ ؎ اور میرا ہاتھ کٹ گرنے کو ہے[۵۶]

فنون+ وفا کا سفر ؎ اور بایاں ہاتھ کٹ گرنے کو ہے[۵۷]

اب ذرا غزلیات میں موجود اختلافِ نسخ کی چند صورتیں دیکھیے:

ا۔ غزل ؎ وقت کے جنگل میں اِک پیڑ کی شاخ جلی تو ہے یارو

غزل میں موجود اختلافِ نسخ:

شعر۔۲،ا:

☆ بیاض ۔۶+ وفا کا سفر ؎ دیکھیں کب آغازِ سحر ہو، دیکھیں کب سورج نکلے[۵۸]

ہم قلم ؎ جانے کب آغازِ سحر ہو جائے، کب سورج نکلے[۵۹]

شعر۔۴،۲:

☆ بیاض ۔۶ ؎ اب کچھ روز سے صورت اپنی انہیں کھلی تو ہے یارو[۶۰]

ہم قلم ؎ صورت اپنی چند دنوں سے انہیں کھلی تو ہے یارو[۶۱]

شعر۔۶،ا:

☆ بیاض ۔۶ ؎ اُس کو تو اب تسلیم نہیں ہے لیکن ہم کیوں کر مانیں[۶۲]

ہم قلم ؎ اُن کو تو اب تسلیم نہیں ہے لیکن ہم کیوں کر مانیں[۶۳]

شعر۔۶،۲:

☆ بیاض۔۶ ۔ کچھ دن اُس کے من میں ہماری پریت پلی تو ہے یارو[۶۴]

ہم قلم ۔ کچھ دن اُن کے دل میں ہماری پریت پلی تو ہے یارو[۶۵]

شعر۔۸،۱:

☆ بیاض۔۶ ۔ یہ بھی اگر بے رحم خزاں کے تند بگولے لے جاتے[۶۶]

ہم قلم ۔ یہ بھی اگر بے رحم خزاں کے تند بگولے لے اُڑتے[۶۷]

''وفا کا سفر میں محولہ بالا غزل کا چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں اور آٹھواں شعر حذف کر دیا گیا ہے اور اس تحذیف کی کوئی توجیہہ بھی پیش نہیں کی گئی۔

غزل ۔ ''قحطِ وفائے وعدہ و پیماں ہے ان دنوں''میں موجود اختلافِ نسخ حسب ذیل ہے:

شعر۔۱،۱:

☆ بیاض۔۵+فنون ۔ قحطِ وفائے وعدہ و پیماں سے ان دنوں[۶۸]

وفا کا سفر ۔ قطِ وفا وعدہ و پیماں ہے ان دنوں[۶۹]

(یہ بھی پروف کی غلطی ہے)

شعر۔۶،۲:

☆ بیاض۔۵+وفا کا سفر ۔ دہشت کوئی قریب رگِ جاں ہے ان دنوں[۷۰]

فنون ۔ دہشت بہت قریب رگِ جاں ہے ان دنوں[۷۱]

شعر۔۱۰،۲:

☆ بیاض۔۵+وفا کا سفر ۔ مجھ سے مرا وجود گریزاں ہے ان دنوں[۷۲]

فنون ۔ میرا وجود مجھ سے گریزاں ہے ان دنوں[۷۳]

شعر۔۱۲،۱:

☆ بیاض۔۵ ۔ کیسے سناؤں ، کیسے لکھوں شرح دردِ نوں[۷۴]

فنون ۔ کیسے سناؤں کیسے لکھوں شرح دردِنو[۷۵]

''وفا کا سفر''میں محولہ بالا غزل کا پانچواں ،نواں، دسواں اور بارہواں شعر حذف کردیا گیا ہے اور حذف کرنے کی کوئی توجیہہ بھی پیش نہیں کی گئی لیکن اس کے باوجود ہم ان حضرات کی کوششوں کو استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ کم ازکم ان کی کوششوں سے بہاول پور کے عظیم شاعر کے کلام کا بڑا حصہ محفوظ ہوگیا۔ہم اسی کام کو آگے بڑھانا اور کسی ترتیب میں لانا چاہتے ہیں تاکہ ظہور نظر کو اس مقام ومرتبے کے مطابق حیثیت دی جاسکے۔

بیاضیں:

''تدوینِ کلیاتِ ظہورنظرؔ'' کی تکمیل کے لیے سب سے ضروری اورمشکل ترین مرحلہ ظہورنظرؔ کی ذاتی بیاضوں کا حصول تھا۔ اصل میں اِن بیاضوں کا بہت سے لوگوں کے ہتھے چڑھنے کا امکان تھا۔ میری ان بیاضوں تک رسائی پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد کے بھرپور تعاون سے ہوئی۔ پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد کا ظہورنظرؔ کے گھر والوں سے دیرینہ تعلق تھا کیوں کہ ڈاکٹر صاحب نے ظہورنظرؔ پر ایم۔اے، ایم۔فل اور پی ایچ۔ڈی کی سطح تک کا کام کروایا ہے۔ظہورنظرؔ کے گھر والوں کو ان پر بھرپور اعتماد تھا۔ اس لیے تنویرنظر نے ڈاکٹر شفیق احمد سے پرانے تعلق کی بناء پر اپنی زندگی کی قیمتی متاع ہمارے حوالے کردی۔ تنویرنظر کے پاس ظہورنظرؔ کی سات بیاض موجود تھیں۔ بیاض ۔۱ سے لے کر بیاض ۔۷ تک کے تمام صفحات پر صفحہ نمبر لکھنے کے بعد فوٹو کاپی حاصل کی گئی۔ ان بیاضوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

بیاض۔۱:

یہ بیاض ۲۷۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے کچھ صفحات خالی بھی ہیں۔ بیاض نمبر۱ میں ۱۹۱ منظومات، ۸ قطعات اور ۱۳ غزلیات شامل ہیں۔ اس بیاض میں درج بیشتر کلام ''ریزہ ریزہ'' میں شائع ہوگیا ہے۔

بیاض۔۲:

یہ بیاض ۱۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ بیاض نمبر۲ میں ۱۰ منظومات، ۴ نعتیہ قطعات اور ۲۳ غزلیات شامل ہیں اور بیاض کا بیشتر کلام ''وفا کا سفر'' میں مرتب کر دیا گیا ہے۔

بیاض۔۳:

یہ بیاض ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ظہورنظرؔ نے اس بیاض میں لکھے گئے کلام میں متعدد بار اضافہ و ترمیمات بھی کی ہیں اور اس میں شامل کلام پر بار بار نظر ثانی کی گئی ہے۔ اس بیاض میں چھ نظمیں، سات غزلیات اور ایک ڈراما شامل ہے۔

بیاض۔۴:

یہ بیاض ۱۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس بیاض میں ۲۲ نظمیں، ۱۶ غزلیات (اُردو) اور ۵ سرائیکی و پنجابی غزلیں شامل ہیں۔ اس بیاض میں شامل بیشتر کلام ''وفا کا سفر'' میں شامل کیا گیا ہے۔

بیاض۔۵:

یہ بیاض ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس بیاض میں ۲۶ نظمیں، ۳۵ غزلیات (اُردو) اور ۷ سرائیکی و پنجابی غزلیں شامل ہیں۔ اس میں شامل کچھ کلام کو بھی ''وفا کا سفر'' میں شامل کیا گیا ہے۔

بیاض۔۶:

یہ بیاض ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس بیاض کے آغاز میں ایک صفحے پر موٹے حروف میں ''برگِ دل'' لکھا ہے۔ اس سے تھوڑا نیچے کر کے ''غزلیں'' لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ ظہورنظرؔ نے غزلیات کا مجموعہ مرتب کیا ہو لیکن یہ شائع نہ ہوسکا ہو۔ اس بیاض میں

۵۵غزلیات شامل ہیں اور صرف ۱۰ غزلیات کو ''وفا کا سفر'' میں شامل کیا گیا ہے۔

بیاض۔۷:

یہ بیاض محولہ بالا تمام بیاضوں سے زیادہ خستہ حال اور پرانی ہے۔ اس میں شامل منظومات و غزلیات کو ترمیم و اضافہ کے ساتھ بار بار لکھا گیا ہے اور اس میں شامل بیشتر شاعری باقی بیاضوں میں بھی شامل ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ظہور نظرؔ اپنے شعر پہلے اس بیاض میں لکھتے تھے اور پھر صاف کر کے دوسری بیاضوں میں درج کرتے تھے۔ اس بیاض میں ۲۰ منظومات اور ۱۴ غزلیات شامل ہیں۔

رسائل وجرائد:

کلامِ ظہور نظرؔ کا ایک اہم ماخذ رسائل وجرائد اور اخبارات بھی ہیں، خاص طور پر ''فنون'' لاہور۔ ''فنون'' کے اجراء سے ستمبر ۱۹۸۱ء تک ظہور نظرؔ کا ''فنون'' اور اس کے مدیر سے گہرا تعلق رہا ہے۔ اس کے علاوہ ''نقوش'' لاہور، ''اوراق'' لاہور، ''ادبِ لطیف'' لاہور، ''ادبی دنیا'' لاہور، ''افکار'' کراچی، ''سیپ'' کراچی، ''روحِ ادب'' کراچی، ''شعور'' کراچی، ''نئی قدریں'' حیدر آباد، ''ماحول'' راول پنڈی، ''صحیفہ'' لاہور، ''سویرا'' لاہور، ''لیل ونہار'' لاہور/ کراچی، ''ماہِ نو'' لاہور/ کراچی، ''الزبیر'' بہاول پور، ''پرواز'' ملتان/ لاہور، ''حروف'' بہاول پور، ''کارواں'' بہاول پور، روزنامہ ''امروز'' ملتان/ لاہور، ''حریت'' کراچی اور ''ستلج'' بہاول پور شامل ہیں۔ ان رسائل وجرائد اور اخبارات سے نہ صرف ظہور نظرؔ کا غیر مدوّن کلام دستیاب ہوا بلکہ کلام کا زمانۂ تصنیف یا اشاعت متعین کرنے میں بھی مدد ملی ہے۔

''تدوینِ کلیاتِ ظہور نظرؔ'' میں مطبوعہ و غیر مطبوعہ تمام تخلیقات کی ممکنہ حد تک تاریخی ترتیب اور مختلف اصناف کے لحاظ سے یک جائی کی کوشش کی ہے۔ جن منظومات اور غزلیات کے سنین تصنیف بیاضوں اور ''ریزہ ریزہ'' میں موجود تھے وہ ان تخلیقات کے آخر میں درج کر دیے گئے ہیں اور جن تخلیقات کے زمانۂ تصنیف تک رسائی ممکن نہیں ہو سکی اُن کے زمانۂ تصنیف کے تعین کے سلسلے میں پہلے اشاعتی حوالے کا سنۂ تحریر درج کیا گیا ہے۔

ظہور نظرؔ نے اپنے کلام میں اصلاح اور ترمیم و اضافے کا عمل مسلسل جاری رکھا ہے۔ کہیں ایک لفظ یا چند الفاظ تبدیل کیے ہیں، کہیں پورا مصرع بدل دیا ہے اور کہیں کوئی ایک مصرع یا مصرعے کا کچھ حصہ یا پھر پورا شعر قلم زد کر دیا ہے اور کبھی غزلوں اور نظموں کے اشعار اور مصرعوں کی ترتیب بدل دی ہے۔ اس صورتِ حال میں یہ مشکل پیدا ہوئی کہ کلیات کی تدوین میں کلام کے کس متن کو بنیاد بنایا جائے؟ سوچ بچار کے بعد بیاض میں موجود صاف اور واضح تحریر کو بنیاد بنایا ہے اور کلام میں جو تبدیلی اور ترمیم رونما ہوئی ہے اس کو ''اختلافِ نسخ'' کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔

ظہور نظرؔ املاء کے حوالے سے بہت محتاط نہیں تھے۔ ظہور نظرؔ لفظوں کے شوشے بنانے اور نقطے ڈالنے میں بھی محتاط نہیں تھے۔ ظہور نظرؔ ''لیے''، ''دیے'' اور ''کیے'' وغیرہ کی املاء لکھتے وقت ان الفاظ پر ''ہمزہ'' ڈال دیتے تھے۔ اسی طرح لفظ ''دھواں'' لکھتے ہوئے حرف ''الف'' کو ''ہمزہ'' سے لکھتے تھے۔ ظہور نظرؔ ''گزرا''، ''گزرے''، ''گزرتی'' اور ''گزشتہ'' وغیرہ کی املاء حرف ''ذ'' سے لکھتے تھے۔ ہم نے تدوینِ کلام کے حوالے سے یہ سارے امور پیشِ نظر رکھنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے اور اب ہم بہت محتاط ہو کر کہہ

سکتے ہیں کہ بہاول پور کے عظیم اُردو شاعر ظہور نظر کا تمام کلام حتی المقدور مدوّن ہو گیا ہے۔

ظہور نظر کی شاعری بہاول پور ہی نہیں بلکہ اُردو میں عالمی موضوعات کی حامل شاعری ہے۔ ہمارا یہ شاعر مسلمان ہے کہ حمد، نعت اور سلام لکھتا ہے۔ اُردو شعر کے تمام عمومی موضوعات اس کی شاعری میں موجود ہیں لیکن یہ بہاول پور میں بیٹھ کر عالمی موضوعات کو بھی اپنی شاعری میں مناسب جگہ دیتا ہے جب کہ فنی طور پر اعلیٰ تعلیم سے محروم یہ شخص اپنی شخصی قابلیت اور مطالعے کے نتیجے میں ایسا شعر کہنے کی صلاحیت رکھتا ہے جسے اُردو کے کسی بھی دور کے اور کسی بھی شاعر کے مقابلے میں رکھا جاسکتا ہے۔ پھر اس کا لہجہ غزل کی تمام مرعوبیت کے باوجود اس تندی اور تیزی کا حامل بھی ہے جو مزاحمتی شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔ مثال کے طور پر کچھ اشعار ملاحظہ کیجیے:

ے

ظلم ہو ، جبر ہو ، بے داد ہو ، لکھنا ہوگا
لکھنا تو ہے مری اُفتاد ، سو لکھنا ہوگا

وقت ہے عدل کی تاریخ رقم کرنے کا
خود بھی ٹھہرو جو گنہ گار تو لکھنا ہوگا

کچھ نہ لکھو گے تو دیوار پہ لکھ دے گا تمہیں
یہ بُرا وقت ہے دانشورو ، لکھنا ہوگا[۲۷]

مزاحمتی رویے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی بے حد قابلِ توجہ ہے کہ ظہور نظر مکتبی تعلیم کے حوالے سے اہم آدمی نہیں تھے لیکن اپنی شاعری کے حوالے سے بہ لحاظ اصناف اور بہ لحاظ ہیئت وہ کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیے جاسکتے لیکن اس کے لیے کوئی ایک آدھ مضمون کفایت نہیں کرے گا بلکہ اس کے لیے ایک الگ سے دفتر کی ضرورت ہے اور ان شاء اللہ ہمارا کام بھی مطالعۂ ظہور نظر کے لیے بارش کے پہلے قطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔

درحقیقت ظہور نظر صرف اُردو کے شاعر نہیں تھے کہ بیاضوں اور رسالوں میں اُن کا پنجابی اور سرائیکی کلام بھی موجود ہے جسے مشکلات کے باوجود ہم اسی کلیات میں سمیٹنے کی کوشش کر رہے ہیں جب کہ ظہور نظر کا نثری کام تاحال ایک الگ محقق کا متقاضی ہے اور اس کام میں اُن کے اُردو ڈرامے نیز مختلف اخبارات کے حوالے سے بطور ایڈیٹر ان کا کام توجہ چاہتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ☆ قومی شناختی کارڈ (344-23-198310)

☆ روزنامہ ''حریت'' کراچی، ۹ نومبر ۱۹۶۸ء، ص ۶

☆ ''فنون'' لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء، جلد دوم، ص ۱۶۳۵

☆ حیات میرٹھی، ''بہاول پور کا شعری ادب''، اُردو اکیڈمی، بہاول پور، ۱۹۷۱ء، ص ۲۳۴

☆ سردار علی جاوید، ''ظہور نظر: ادیب و شاعر''، مقالہ برائے ایم۔فل اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد،ص ۳

☆ عبدالخالق تنویر، ڈاکٹر، ''ظہور نظر احوال و آثار''، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور،ص ۸

☆ عمران اقبال، ''بہاول پور میں اُردو شاعری''، چولستان علمی و ادبی فورم، بہاول پور،ص ۱۱۳

۲۔ تنویر نظر، استفسار از: محلّہ غوث پورہ، اندرون فرید گیٹ، بہاول پور، بتاریخ ۱۶ جون ۲۰۱۰ء، شام ۷:۰۰ بجے

۳۔ ظہور نظر، ''خودنوشت سوانح''، مشمولہ ''فنون'' لاہور، جلد دوم، جنوری ۱۹۶۹ء،ص ۱۶۳۸

۴۔ خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر، ''انتخابِ زریں اُردو نظم''، سنگت پبلشرز، لاہور،ص ۲۸۰

۵۔ حیات میرٹھی، ''بہاول پور کا شعری ادب''،ص ۲۳۴۔۲۳۵

۶۔ ایضاً، ص ۲۳۵

۷۔ عبدالخالق تنویر، ڈاکٹر، ''ظہور نظر احوال و آثار''، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور،ص ۵۳۔۶۰

۸۔ ایضاً، ص ۱۷۔۱۲۵ ۹۔ حیات میرٹھی، ''بہاول پور کا شعری ادب''،ص ۲۳۶

۱۰۔ ہفت وار ''عادل''، ۲۰ مارچ ۱۹۵۷ء،ص ندارد

۱۱۔ ظہور نظر، ''خودنوشت سوانح''،ص ۱۶۳۸ ۱۲۔ بیاض۔۱،ص ۱۸۳

۱۳۔ ''ریزہ ریزہ''، کتاب نما، لاہور، اپریل ۱۹۶۶ء،ص ۱۲۰

۱۴۔ بیاض۔۱،ص ۱۸۴ ☆ ''فنون'' لاہور، مئی/ جون ۱۹۶۵ء،ص ۴۴۹

۱۵۔ ''ریزہ ریزہ''،ص ۲۰۰ ۱۶۔ بیاض۔۱،ص ۱۸۴

۱۷۔ ''فنون'' لاہور، مئی/ جون ۱۹۶۵ء،ص ۴۴۹ ۱۸۔ ''ریزہ ریزہ''،ص ۲۰۰

۱۹۔ بیاض۔۱،ص ۱۸۴ ☆ ''فنون'' لاہور، مئی/ جون ۱۹۶۵ء،ص ۴۴۹

۲۰۔ ''ریزہ ریزہ''،ص ۲۰۱ ۲۱۔ بیاض۔۱،ص ۱۸۱

۲۲۔ ''فنون'' لاہور، اکتوبر ۱۹۶۵ء،ص ۱۳۶ ۲۳۔ ''ریزہ ریزہ''،ص ۱۸۳

۲۴۔ بیاض۔۱،ص ۱۸۲ ☆ ''ریزہ ریزہ''،ص ۱۸۳

۲۵۔ ''فنون'' لاہور، اکتوبر ۱۹۶۵ء،ص ۱۳۶

۲۶۔ بیاض۔۱،ص ۱۸۳ ☆ ''فنون'' لاہور، اکتوبر ۱۹۶۵ء،ص ۱۳۶

۲۷۔ ''ریزہ ریزہ''،ص ۱۸۴ ۲۸۔ بیاض۔۷،ص ۱۱۲۵

۲۹۔ ''ریزہ ریزہ''،ص ۲۱۰

۳۰۔ بیاض۔۱،ص۵۸ ☆ ''نقوش''لاہور،فروری ۱۹۶۱ء،ص۱۰۷

۳۱۔ ''ریزہ ریزہ''،ص۱۲۰ ۳۲۔ بیاض۔۱،ص۵۸

۳۳۔ ''نقوش''لاہور،فروری ۱۹۶۱ء،ص۱۰۷ ۳۴۔ ''ریزہ ریزہ''،ص۱۲۰

۳۵۔ بیاض۔۱،ص۱۶۹ ☆ ''ریزہ ریزہ''،ص۶۲

۳۶۔ ''فنون''لاہور،اکتوبر/نومبر۱۹۶۴ء،ص۱۹۱

۳۷۔ بیاض۔۱،ص۱۶۹ ☆ ''ریزہ ریزہ''،ص۶۳

۳۸۔ ''فنون''لاہور،اکتوبر/نومبر۱۹۶۴ء،ص۱۹۱

۳۹۔ احمد ندیم قاسمی،''مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر عبدالخالق تنویر،۹ جنوری ۱۹۹۱ء

۴۰۔ سردار علی جاوید،''ظہور نظر:ادیب وشاعر''،مقالہ برائے ایم۔فل اُردو،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد،ص۹۷

۴۱۔ عبدالخالق تنویر،ڈاکٹر،''ظہور نظر احوال وآثار''،مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اُردو،اسلامیہ یونیورسٹی،بہاول پور،ص۱۴۸

۴۲۔ بیاض۔۵،ص۶۸۷ ☆ ''افکار''کراچی،جنوری ۱۹۷۲ء،ص۱۸

۴۳۔ ''وفا کا سفر''،مطبوعات،لاہور،۱۹۸۶ء،ص۱۲۵

۴۴۔ بیاض۔۵،ص۶۸۷ ☆ ''افکار''کراچی،جنوری ۱۹۷۲ء،ص۱۸

۴۵۔ ''وفا کا سفر''،ص۱۲۶ ۴۶۔ بیاض۔۵،ص۶۸۷

۴۷۔ ''افکار''کراچی،جنوری ۱۹۷۲ء،ص۱۸ ☆ ''وفا کا سفر''،ص۱۲۶

۴۸۔ بیاض۔۵،ص۹۸۷ ☆ ''فنون''لاہور،مارچ ۱۹۷۰ء،ص۶۰

۴۹۔ ''وفا کا سفر''،ص۱۴۸ ۵۰۔ بیاض۔۵،ص۶۸۷

۵۱۔ ''فنون''لاہور،مارچ ۱۹۷۰ء،ص۶۰ ☆ ''وفا کا سفر''،ص۱۴۸

۵۲۔ بیاض۔۵،ص۶۸۷

۵۳۔ ''فنون''لاہور،مارچ ۱۹۷۰ء،ص۶۰ ☆ ''وفا کا سفر''،ص۱۴۸

۵۴۔ بیاض۔۵،ص۶۸۷

۵۵۔ ''فنون''لاہور،مارچ ۱۹۷۰ء،ص۶۰ ☆ ''وفا کا سفر''،ص۱۴۸

۵۶۔ بیاض۔۵،ص۹۰۷

۵۷۔ ''فنون''لاہور،فروری/مارچ ۱۹۷۱ء،ص ☆ ''وفا کا سفر''،ص۱۳۲

۵۸۔ بیاض۔۶،ص۱۰۰۰ ☆ ''وفا کا سفر''،ص۳۱۲

۵۹۔ ''ہم قلم'' کراچی، اکتوبر ۱۹۶۱ء،ص ۴۶ ۶۰۔ بیاض ۔۶،ص۱۰۰۰

۶۱۔ ''ہم قلم'' کراچی، اکتوبر ۱۹۶۱ء،ص ۴۶ ۶۲۔ بیاض۔۶،ص۱۰۰۰

۶۳۔ ''ہم قلم'' کراچی، اکتوبر ۱۹۶۱ء،ص ۴۶ ۶۴۔ بیاض۔۶،ص۱۰۰۱

۶۵۔ ''ہم قلم'' کراچی، اکتوبر ۱۹۶۱ء،ص ۴۶ ۶۶۔ بیاض۔۶،ص۱۰۰۱

۶۷۔ ''ہم قلم'' کراچی، اکتوبر ۱۹۶۱ء،ص ۴۶

۶۸۔ بیاض۔۵،ص۸۰۸ ☆ ''فنون'' لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء،ص۱۷۷

۶۹۔ ''وفا کا سفر''،ص۳۱۷

۷۰۔ بیاض۔۵،ص۸۰۸ ☆ ''وفا کا سفر''،ص۳۱۷

۷۱۔ ''فنون'' لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء،ص۱۷۷

۷۲۔ بیاض۔۵،ص۸۰۹ ☆ ''وفا کا سفر''،ص۳۱۸

۷۳۔ ''فنون'' لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء،ص۱۷۷

۷۴۔ بیاض۔۵،ص۸۱۰

۷۵۔ ''فنون'' لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء،ص۱۷۷

۷۶۔ ''وفا کا سفر''،ص۱۹۳